Al-Mahdi Research Journal
Vol. 3, No. 1 (Jan-March 2022)
ISSN (p): 2789-4142 ISSN (e):2789-4150

مقاصد العبادات "ایک تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ"

Purposes of Worship: A Research and Analytical study

Dr.Zubair Tayyab

Lecturer, *Department of Islamic Studies, Mohi Ud Din Islamic University (AJK), Pakistan*
Email: zubitayyab@gmail.com

Hina Hafeez

M.Phil Scholar, The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan

Email; malikahinahafeez@gmail.com

Abstract:

Allah Almighty has declared the purpose of creation of the universe as His worship and obedience. Worship has deteriorated in our country today. The most striking manifestation of this is that we have made worship special with only a few deeds and rituals. And realizing that worship depends only on their payment, the rest of life is completely devoid of it. We consider the four members to be worship only and the fact is that the performance of these four members is now included in the traditions which is in direct contradiction to the spirit of worship. Worship, on the other hand, is the act of prostrating oneself before God with one's whole life. To make every aspect of life and every aspect of life obedient to the command of Allah and to make one's freedom, one's sovereignty, one's likes and dislikes subject to the will of Allah, adhere to the same attitude and behavior Bending is worship.

Keywords: *Purpose of Worship, Performance, Shari'ah, obedience,*

تمہید:

دین اسلام میں عبادت کا تصور بہت جامع اور وسیع ہے جو اللہ تعالیٰ کے تمام پسندیدہ اور محبوب، ظاہری و باطنی افعال و اقوال کی کماحقہ ترجمانی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو اپنی حکمت بالغہ کے تحت ایسے احکامات کا مکلف بنایا جس میں ہمارے لیے سعادت دنیوی اور اخروی کی کامیابی کا راز مضمر ہے۔ عبادت کے اس مقصد کو سامنے رکھ کر زندگی گزارنے والا انسان کامیاب اور ان مقاصد سے غافل انسان ناکام و نامراد ہے۔ مقاصد پر نظر رکھنا اس لیے ضروری ہے کہ انسان بے فائدہ اور بے مقصد پیدا نہیں کئے گئے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

أَيَحْسَبُ الْإِنسَانُ أَن يُتْرَكَ سُدًى[1]

ترجمہ: کیا انسان نے یہ گمان کر رکھا ہے وہ یونہی بے فائدہ چھوڑ دیا جائے گا۔

یعنی کیا انسان یہ سمجھتا ہے کہ اسے بے فائدہ اور فضول چھوڑ دیا جائے گا، اسے نیکی کا حکم دیا جائے گا نہ برائی سے روکا جائے گا، اسے ثواب عطا کیا جائے گا نہ اس کی سرزنش کی جائے گی؟ یہ باطل گمان اور اللہ تعالیٰ کے بارے میں سوئے ظن ہے جو اس کی حکمت کے لائق نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مقاصد پر نظر ہو تو کسی بھی عمل سے وابستہ رہنا اور اس کی راہ میں آنے والی رکاوٹوں کو عبور کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ چنانچہ عبادات کے مقاصد پر نظر رکھنا اور انہیں پہچاننا اس لیے اہم ہے کہ عبادات کی صحیح ادائیگی اس پر موقوف ہے، اس سے غفلت اور بے پرواہی دور ہوتی ہے، نیکیوں کی طرف رغبت بڑھتی ہے، شیطان اور اس کے وسوسے دور ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر شکر کی توفیق ملتی ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک مسلمان کی زندگی میں ان عبادات کے کیا کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟ عبادات کا ہماری زندگی سے رسماً ایک تعلق ہے جبکہ اس کے مقاصدات کی طرف رجحان اور غور و خوض نہ ہونے کے برابر ہے اس لئے زیر نظر مقالہ اس بحث پر مشتمل ہے کہ عبادات کے مقاصد عمومی کیا ہیں اور مقاصد خصوصی کیا ہیں؟ اس بحث میں انہی دو مقاصد کو مد نظر رکھا جائے گا۔ لیکن اس سے پہلے ضروری ہے کہ عبادت کے معنیٰ اور جامع تعریف کو شرح و بسط کے ساتھ ذکر کیا جائے۔

عبادت کا معنیٰ مفہوم:

عبادت کے لغوی معنیٰ عاجزی و انکساری کے ہیں۔ یعنی انتہا درجے کا تواضع اور تعظیم اختیار کرنا عبادت کہلاتا ہے۔ چنانچہ امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں:

العبادة ابلغ منها لانها غاية التذلل[2]

ترجمہ: عبادت انتہا درجے کی عاجزی اور انکساری کا نام ہے۔

یعنی عبادت کے لغوی معنی کسی کی تعظیم کی غرض سے تواضع و انکساری اختیار کرنا ہے اور یہ صرف اللہ کے لیے ہے۔ یہی مفہوم الموسوعۃ الفقہیہ میں بھی بیان کیا گیا ہے۔[3]

عبادت کا مفہوم یہ ہے کہ انسان خشوع و خضوع کے ساتھ اپنے خالق کی تعظیم کرے اور اس کی تعمیل کی خاطر ہر اس امر کو بجالانا جس سے اس خالق راضی ہوتا ہو۔ عبادت کے مفہوم کے بارے میں مختلف رائے پیش کی جاتی ہیں مگر سب سے جامع تعریف ابن تیمیہ نے کی ہے:

"عبادت ایک ایسا جامع لفظ ہے اس کے اندر وہ تمام ظاہری و باطنی اقوال و افعال داخل ہیں جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں اور اس کی خوشنودی کا باعث ہیں مثلاً: نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، راست گوئی، امانت داری، اطاعت والدین، ایفائے عہد، امر بالمعروف، نہی عن المنکر، جہاد فی سبیل اللہ، پڑوسیوں، مسکینوں اور ماتحتوں کے ساتھ حسن سلوک، جانوروں کے ساتھ اچھا برتاؤ، دعاء، ذکر الٰہی، تلاوت قرآن اور اس قسم کے تمام اعمال صالحہ عبادات کے اجزاء ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی محبت، رحمت خداوندی کی امیدوار اور عذاب الٰہی کا خوف، خشیت، انابت، اخلاص، صبر و شکر، توکل اور تسلیم و رضا وغیرہ ساری اچھی صفات عبادات میں شامل ہیں۔"[4]

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے عبادت کی جو تعریف بیان کی ہے وہ نہایت جامع و مانع ہے۔ اس میں عبادت کی تقریباً سبھی صورتوں کو بیان کی گیا ہے۔ مذکورہ بالا تعریف میں عبادت کے دونوں پہلوؤں کی طرف واضح اشارہ کیا گیا ہے۔ ان میں ایک پہلو اللہ تعالیٰ کے لئے بندگی اختیار کرنا، توحید کا اظہار کرنا اور شرک سے برات والے اعمال کی بجاآوری کرنا ہے۔ ان میں نماز، روزہ، حج، زکوۃ، امر بالمعروف

اور نہی عن المنکر اور مشرکین سے برات وغیرہ شامل ہیں۔ جبکہ دوسرا پہلو اطاعت و فرمانبرداری ہے۔ جسے ایک انسان اپنی پوری زندگی میں لاگو کر کے مقصد تخلیق کو مکمل کرتا اور دنیاوآخرت کی کامیابی سمیٹتا ہے۔عبادت کا یہ پہلو انتہائی خاص اہمیت کا حامل ہے۔

عبادت کے مقاصد عامہ

عبادت کے مقاصد عمومی سے مراد ہے کہ عبادت کے ان مقاصد کی نشاندہی ہے جو عام طور پر مقصود ہوتے ہیں۔ چنانچہ چند ایک اہم مقاصد عمومی مندرجہ ذیل ہیں۔

(1)نیت وارادہ کا تعیین

تمام عبادات میں یہ شرط ملحوظ رکھی گئی ہے۔ عبادت اور چہرے کا رُخ یعنی عمل میں نیت و اِرادہ صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہونا چاہئے۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا یہ قول قرآن کریم نے بتایا ہے:

إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ[5]

ترجمہ: میں نے پوری طرح یکسو ہو کر اپنا رُخ اس ذات کی طرف پھیر لیا ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور میں مشرکین میں سے نہیں ہوں۔

کوئی بھی عبادت کا عمل نیت کے بغیر نہیں ہوتا۔ نماز بھی صرف اللہ تعالیٰ کے لیے اور زکوۃ بھی صرف اسی کے لیے، روزہ بھی اسی کے لیے اور حج بھی صرف اسی اللہ تعالیٰ کے لیے۔ اگر اس نیت کے بغیر عمل کیا گیا تو وہ قبول نہیں ہوتا۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"فَمَن كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا"[6]

جو شخص اپنے رب سے ملاقات کا یقین رکھتا ہے تو اسے چاہئے کہ وہ نیک عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی اور کو شریک نہ کرے۔

اسی مفہوم کو بیان کرتے ہوئے ایک مشہور و معروف حدیث مبارکہ بھی ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

انما الاعمال بالنیات و انما لکل امرئ ما نوی[7]

ترجمہ: اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے، اور ہر بندے کو اسی جیسا بدلہ ملے گا جیسی اس نے نیت کی ہوگی۔

چنانچہ عبادات کے مقاصد عمومی میں نیت کو خالص رکھنا لازم قرار دیا گیا ہے۔ اس کے بغیر نہ صرف عبادت کو رد کر دیا جاتا ہے بلکہ شرک لازم آتا ہے جو کہ عبادت کی روح کے قطعاً منافی ہے۔

(2)بندگی اور عبودیت کا اشتراک

تمام عبادات میں یہ نکتہ بھی مشترک ہے کہ اس کا مقصد بندوں کو اپنے رب سے جوڑنا ہے۔ چنانچہ بندہ جب دن میں کم از کم پانچ مرتبہ نماز پڑھتا ہے، اپنے مال کی زکوۃ اداء کرتا ہے، سال میں کم از کم ایک ماہ کے روزے رکھتا ہے اور اگر استطاعت ہو تو حج کرتا ہے، تو وقتاً فوقتاً ہونے والے یہ سارے اعمال بندے کو اپنے رب کی یاد دلاتے رہتے ہیں اور اس طرح بندہ اپنے رب سے جڑا رہتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں:

"اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا"[8]

جو کچھ سروسامان بھی زمین پر ہے اس کو ہم نے زمین کی زینت بنایا ہے تاکہ لوگوں کو آزمائیں ان میں کون نیک عمل کرنے والا ہے۔ یہی آزمائش اسے اللہ تعالیٰ سے جوڑ کر رکھتی ہے۔

(3)احتیاج

عبادات کا ایک اہم مقصد یہ ہے کہ بندے خود کو ہر لحہ اپنے رب کا محتاج سمجھیں اور یہ احساس ان کے دل میں جاگزیں ہو جائے کہ ان کارب ہر وقت ان سے باخبر ہے تاکہ وہ پوری طرح بندگی بجالا سکیں۔ چنانچہ جو بندہ بھی عبادات میں مشغول رہتا ہے تو وہ ہر لحہ خود کو اپنے رب کا محتاج سمجھتا ہے اور یہ سوچتا رہتا ہے کہ آیا اس کے یہ اعمال قبول ہو گئے ہیں تاکہ وہ شکر اداء کر سکے یا یہ اعمال مردود بنا دیئے گئے ہیں؟ اس طرح ایسا بندہ ہر وقت امید اور خوف کی درمیانی حالت میں رہتا ہے اور اس سے بندگی کا وہ مقصد بہت خوبصورتی سے پورا ہوتا ہے جو انسان کی پیدائش کی غرض وغایت ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ"[9]

اور میں نے جن اور انسان اسی لیے ہی بنائے ہیں کہ وہ میری بندگی کریں۔

یہی وجہ ہے کہ انسانی تخلیق کا واحد مقصد اللہ تعالیٰ کی بندگی ہے۔

(5)عبادت میں آسانی اور نرمی:

اللہ تعالیٰ نے عبادات میں بندوں کو عبادات کا ایسی طرح مکلف بنایا ہے کہ اس میں بندوں کے لیے نرمی کو ملحوظ رکھا گیا ہے اور تنگی کو دور کیا گیا ہے۔ چنانچہ ایک جگہ ارشاد ہے:

يُرِيدُ اللَّهُ أَن يُخَفِّفَ عَنكُمْ وَخُلِقَ الْإِنسَانُ ضَعِيفًا[10]

اللہ تعالیٰ تم پر نرمی کرنا چاہتے ہیں (کیوں کہ) انسان تو کمزور پیدا کیا گیا ہے۔

چنانچہ نماز کے بارے میں بے حد نرمی ہے کہ جب بندہ سفر کی حالت میں ہو تو چار رکعت فرض کی جگہ دو رکعت رکھی گئیں اور سنت و نوافل کے اس اہتمام کی ترغیب بھی نہیں دی گئی جو ترغیب مقیم ہونے کی حالت میں ہے۔ اسی طرح زکوۃ کے بارے میں دیکھ لیں کہ اس کے لیے (ہر شخص کو مکلف نہیں بنایا گیا بلکہ) ایک نصاب مقرر کیا گیا اور اس کے لیے بھی مخصوص وقت متعین کیا گیا ہے۔ اسی طرح روزے کا معاملہ ہے کہ مریض اور مسافر کے لیے روزہ نہ رکھنے کی گنجائش دی گئی ہے۔ حج بھی فقط صاحب استطاعت پر فرض کیا گیا ہے۔

(5)انسانی نفوس کی تہذیب و تطہیر:

عبادات کا ایک بڑا مقصد انسانی نفوس کی تہذیب، تطہیر اور اسے بااخلاق بنانا ہے۔ چنانچہ نماز کے تذکرے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

ان ◻ ◻ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاء ◻ و ◻ الْمُنْکَرِ[11]

بے شک نماز فحاشی اور بُرائی سے روکتی ہے۔

اسی طرح زکوۃ کے تذکرے میں ارشاد فرمایا:

خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِم بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ۖ إِنَّ صَلَوٰتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ[12]

آپ ان کے اموال سے صدقہ قبول فرمالیجئے، آپ ان کو پاک بناتے ہیں اور اس کے ذریعے ان کا تزکیہ کرتے ہیں، اور ان کے لیے دعائے رحمت کیجئے، بے شک آپ کی دعاء ان کے لیے سکون کا سبب ہے اور اللہ تعالیٰ خوب سننے والے خوب جاننے والے ہیں۔

روزے کے تذکرے میں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من لم يدع قول الزور والعمل به فليس لله حاجة ان يدع طعامه وشرابه[13]

جو شخص جھوٹی بات اور لغو عمل نہ چھوڑے تو پھر اُس کے کھانے پینے کو چھوڑنے کی اللہ تعالیٰ کو کوئی پرواہ نہیں۔

اسی طرح حج کے تذکرے میں بیان کیا گیا کہ:

الْحَجُّ أَشْهُرٌ مَّعْلُومَاتٌ فَمَن فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ۗ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ يَعْلَمْهُ اللَّهُ ۗ وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَىٰ وَاتَّقُونِ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ[14]

حج کے چند معلوم مہینے ہیں۔ پس جو شخص ان مہینوں میں حج کرے تو نہ بد گوئی کرے، نہ بدکاری کرے اور نہ ہی حج میں جھگڑا کرے اور تم جو بھی اچھائی کرتے ہو تو اللہ تعالیٰ اُسے جانتے ہیں، اور زاد راہ بھی لے لو، اور بے شک بہترین زاد راہ تو تقویٰ ہے اور تم مجھ سے ڈرو اے عقل والو!

ان تمام عبادات میں واضح ہے کہ انسانی نفوس کی تطہیر اور پاکیزگی مقصود ہے۔

(6) امت کے اتحاد و یکجہتی کی دعوت:

بہت سی عبادات میں جو اجتماعی طور پر اداء کرنے کی ترغیب دی گئی ہے، اس کے مقاصد میں سے ایک مقصد یہی ہے کہ امت متحد و یکجا ہو کر رہے تاکہ امت کی اجتماعی شان نمایاں ہو۔ چنانچہ نماز باجماعت مشروع کی گئی۔ رمضان کے روزے متعین کیے گئے تاکہ سب مسلمان مل کر اس ماہ میں سحر و افطار کریں۔ زکوۃ کے لیے سال گزرنے کی شرط رکھی گئی جس سے ایک قسم کی یکجہتی کا اظہار نمایاں ہوتا ہے اور اسی کے ساتھ اغنیا کا فقراء کے ساتھ تعاون بھی اسی اجتماعیت، تعاون و تکافل اور اتحاد کی ایک عملی شکل ہے۔ اسی طرح حج کا ایک مخصوص وقت اور مخصوص مناسب اور مخصوص لباس اسی حقیقت کا مظہر ہے۔

(7) مساوات کا اظہار:

اگرچہ انسانوں کے مختلف طبقات میں فرق رکھا گیا ہے اور جو فرق شریعت نے روا رکھا ہے وہ عین عدل و انصاف ہے مگر اسی کے ساتھ یہ بھی حقیقت ہے کہ شریعت نے بے جا فرق اور افتراق کو گوارا نہیں کیا بلکہ حتی الامکان اور مفید سے مفید تر مساوات کے پہلوؤں کو ملحوظ رکھا ہے۔ چنانچہ نماز کی فرضیت اور اس کی باجماعت ادائیگی کے طرز کو دیکھ لیجئے کہ کس طرح امیر و غریب وغیرہ سب یکساں صف میں کھڑے ہوتے ہیں، مال نصاب کو پہنچ جائے تو زکوۃ واجب ہو جاتی ہے چاہے کوئی بادشاہ یا رعایا میں سے عام آدمی، روزے ہوں تو وہ سب مکلفین پر فرض، کسی کو امیر یا غریب ہونے کے ناطے استثناء حاصل نہیں اور حج کے ایام میں مساوات کا اظہار تو سب سے اوضح ہے۔

عبادت کے مقاصد خاصہ:

اب چار اہم عبادات نماز، زکوۃ، روزے اور حج کے خاص خاص مقاصد پر کچھ روشنی ڈالی جاتی ہے۔

(1) مقاصدِ صلوۃ:

نماز کے بعض مقاصد تو ایسے ہیں جو خود اللہ تعالیٰ نے مختلف قرآنی آیات میں واضح فرمائے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو اہل علم نے قرآن وسنت کی نصوص سے اخذ کیے ہیں، جب کہ بہت سے مقاصد ابھی بھی ایسے ہیں جو پردہ خفا میں ہیں جن کا ظہور ہے ممکن ہے کہ آئندہ وقتوں میں دنیا میں ہی ہو جائے ورنہ آخرت میں تو یقینا بہت سے ان مقاصد سے پردہ اٹھ ہی جائے گا جو ابھی سامنے نہیں ہیں۔ تیسری صدی ہجری کے نامور عالم حکیم ترمذیؒ نے اس موضوع پر "مقاصد الصلوۃ واسرارھا" کے عنوان سے باقاعدہ کتاب تحریر فرمائی تھی۔

الغرض نماز کے خاص مقاصد میں سے اللہ تعالیٰ کی بندگی اور یاد کو پختہ کرنا، نماز میں انتہائی خشوع اور عاجزی اختیار کرنا چنانچہ ماز میں جو عجز و نیاز کی مختلف شکلیں ہیں، مثلا رکوع، سجدہ اور دعاء وغیرہ اُن کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی عاجزی اور محتاجگی کو پیش کرنا اور یہ چیز عبودیت وبندگی کے اعلیٰ ترین مراتب میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَآيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا ارْكَعُوا وَاسْجُدُوا وَاعْبُدُوا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ [15]

اے ایمان والو! رکوع کرو، سجدہ کرو اور اپنے رب کی عبادت کرو اور نیک کام کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

اسی طرح اہل ایمان اور نمازیوں کے درمیان محبت و الفت کے رشتے کو قائم کرنا بھی نماز کے خاص مقاصد میں سے ہے۔ اسی لیے مساجد میں نماز باجماعت مشروع کی گئی تاکہ نماز کے اوقات میں ہر مسجد کے پڑوس میں موجود تمام مسلمانوں کی آپس میں بار بار ملاقات ہوتی رہے جس سے باہم تعارف اور الفت و محبت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اسی طرح تعلیم کا عملی ماحول قائم کرنا یہ بھی نماز کے مقاصد خصوصی میں سے ہے۔ جب مسجد میں ہر پڑھا لکھا اور ان پڑھ جمع ہوتے ہیں تو اس طرح ان پڑھ لوگوں کو دین سیکھنے اور دیکھنے کا موقع مل جاتا ہے۔

شدائد اور سختیوں پر صبر کی عادت ڈالنا یہ بھی نماز کے مقاصد خصوصیہ میں سے ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يٰٓاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ، قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا، نِّصْفَهٗٓ ۔اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا، اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا، اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا [16]

ترجمہ: اے چادر اوڑھنے والے! آپ رات بھر قیام کیجئے، سوائے کچھ حصے کے، آدھی رات یا اس سے کچھ کم کر لیجئے یا اس سے کچھ اوپر کر لیجئے، اور قرآن کو ترتیل کے ساتھ پڑھئے، بے شک ہم آپ پر ایک بھاری بات ڈالنے والے ہیں۔

یہ چند مقاصد خاصہ ہیں جو نماز کے بارے میں بیان کئے گئے ہیں۔

(2) مقاصدِ زکوۃ:

اسلامی ارکان میں سے دوسرا اہم رُکن کہ نماز کے ساتھ اکثر اسی کا تذکرہ ملتا ہے وہ زکوۃ ہے۔ یہ ایک مالی عبادت ہے یعنی اس کا تعلق مسلمان کے مال کے ساتھ ہوتا ہے۔ اس عبادت کے بھی بہت سے مقاصد خاص ہیں۔ ان میں سے چند اہم درج ذیل ہیں:

نہایت ہی اہتمام اور وسعت کے ساتھ زکوۃ اداء کرنا کیوں کہ اس میں بہت خیر اور معاشرے کے عام افراد کے لیے بڑی بھلائی اور مسلمانوں کے لیے خاص الخاص منافع ہیں۔ رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

جب انسان مر جاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے سوائے تین چیزوں کے: ایک صدقہ جاریہ، دوسرا وہ عمل جس سے نفع اٹھایا جا رہا ہو اور تیسرا وہ نیک اولاد جو اس کے لیے دعاء کرتی ہو۔ [17]

اس کے علاوہ یہ ہے کہ زکوۃ زکوۃ خوش دلی اور فراخ حوصلگی کے ساتھ اداء کی جائے۔ زکوۃ کو ایک مجبوری یا ٹیکس نہ سمجھا جائے۔

زکوۃ کے خصوصی مقاصد میں سے ایک یہ بھی ہے کہ زکوۃ بندوں کے درمیان مساوات اور ہمدردی کا جذبہ پیدا کرتی ہے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

تو خذ من اغنیائھم فترد الی فقرائھم [18]

ترجمہ: یہ زکوۃ مسلمانوں کے مالداروں سے لی جاتی ہے اور اُن کے محتاج و فقیر لوگوں کو دی دی جاتی ہے۔

مال میں بڑھوتری اور اضافہ بھی زکوۃ کے خاص مقاصد میں سے ہے۔ چنانچہ زکوۃ دینے اور صدقہ و خیرات کرنے سے زکوۃ دینے والے اور صدقہ و خیرات کرنے والے مسلمان کے مال میں بھی اضافہ ہوتا ہے اور جس مسلمان کو زکوۃ اور صدقہ و خیرات دیا جاتا ہے اس

کے مال میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔(جسے مال دیا جاتا ہے اس کے مال میں اضافہ تو نظر آتا ہی ہے مگر)رسول اللہ ﷺ نے مال دینے والے کے بارے میں بھی صاف صاف فرمادیا ہے:

مانقص مال من صدقة[19]

ترجمہ:صدقہ دینے سے مال میں کمی نہیں ہوتی۔

زکوۃ اور صدقہ وخیرات دینے سے دل، بخل اور اس جیسی دیگر روحانی بیماریوں سے پاک ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

خُذۡ مِنۡ أَمۡوَٰلِهِمۡ صَدَقَةٗ تُطَهِّرُهُمۡ وَتُزَكِّيهِم بِهَا وَصَلِّ عَلَيۡهِمۡۖ إِنَّ صَلَوٰتَكَ سَكَنٞ لَّهُمۡۗ وَٱللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ[20]

ترجمہ:اے نبی!ان لوگوں کے اموال سے صدقہ وصول کرلو، جس کے ذریعے تم انہیں پاک کردوگے اوران کے باعث برکت بنوگے اوران کے لیے دعاء کرو۔یقیناتمہاری دعاءان کے لیے سراپاتسکین ہے اور اللہ ہر بات سنتا اور سب کچھ جانتا ہے۔

آیت میں صدقے کی دو خاصیتیں بیان فرمائی گئی ہیں:ایک یہ کہ وہ انسان کو گناہوں اور بُرے اخلاق سے پاک ہونے میں مدد دیتا ہے اور دوسرے یہ کہ اس سے انسان کی نیکیوں میں برکت اور ترقی ہوتی ہے۔جب یہ دو خاصیتیں صدقے میں پائی جاتی ہیں جو کہ نفل عمل ہے تو زکوۃ میں بطریق اولیٰ موجود ہوں گی جو کہ فرض عمل ہے۔

زکوۃ باہم ہمدردی اور غم گساری کو فروغ دیتا ہے جو کہ زکوۃ کے اہم مقاصد میں سے ایک ہے۔علامہ ابن عاشور المالکی التیونسی فرماتے ہیں:

عقود التبرعات قائمة على اساس المواساة بين افراد الامة لمعنى الاخوة فهي مصلحة جليلة واثر خلق اسلامى جميل، فبها حصلت مساعفة المعوزين، واغناء المقترين واقامة الجم من مصالح المسلمين[21]

ترجمہ:شریعت نے احسان کی جو صورتیں مقرر کی ہیں وہ سب کی سب مسلمانوں کے مابین اخوت کے پیش نظر ان میں باہمی غم گساری اور ہمدردی کی اساس پر مقرر کی ہیں۔یہ ایک بہت ہی بڑی مصلحت اور اسلام کی ایک بہت عمدہ خوبی ہے، جس کے ذریعے عاجز لوگوں کے ساتھ ہمدردی، محتاج لوگوں کی حاجت روائی اور مسلمانوں کی دیگر بہت سی ضروریات اور مفادات کی تکمیل ہوتی ہے۔

(3)مقاصدِ صوم:

اسلامی فرائض میں سے ایک اہم فرض اور ایک اہم رُکن "روزہ" ہے۔رمضان کا روزہ فرض ہے جب کہ دیگر متعدد ایام کے روزے ایسے ہیں جو نفل یا مستحب ہیں اور ان کے بھی کافی فضائل بیان کئے گئے ہیں اور ان کی پُرزور ترغیب دی گئی ہے۔یہاں ہم روزوں کی اِن تفصیلات کے بجائے "روزے" کے عمومی شرعی مقاصد پر ایک نظر ڈالتے ہیں جس سے روزے کی اہمیت اور فوائد ونتائج پر روشنی پڑتی ہے۔ان شرعی مقاصد میں سے چند اہم مقاصد درج ذیل ہیں:

بدگوئی اور بدکاری، لڑائی جھگڑے اور ہر قسم کے گناہ سے پرہیز کرنا۔رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

الصيام جنة فلا يرفث ولا يجهل[22]

ترجمہ:روزہ ڈھال ہے نہ فحش باتیں کرے نہ جہالت کرے۔

روزہ مسلمانوں کی جماعت کی تربیت روحانی کا اہتمام کرتا ہے، اسی لیے روزوں کا حکم پہلی اُمتوں کو بھی دیا گیا تھا۔قرآن کریم میں فرمایا گیا:

يا ايها الذين آمنوا كتب عليكم الصيام كما كتب على الذين من قبلكم لعلكم تتقون[23]

ترجمہ:اے ایمان والوں تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر۔تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔

روزہ کے مقاصد شرعی میں سے لوگوں کو تکلیف پہنچانے جیسے قبیح عمل سے کنارہ کش رہنا بھی لازم ہے تاکہ روزے جیسے فرض اور اہم حکم کا ثواب اور اللہ تعالیٰ کی رضاء کے لیے برداشت کی گئی بھوک پیاس رائیگاں نہ چلی جائے۔ نبی کریم ﷺ کی درج ذیل حدیث میں یہی مقصد پنہاں ہے:

من لم یدع قول الزور والعمل بہ فلیس للہ حاجۃ ان یدع طعامہ و شرابہ[24]

ترجمہ: جو شخص لایعنی باتوں میں مشغول رہا تو اللہ تعالیٰ کو کوئی اس کے کھانے پینے سے پرہیز کرنے کی کوئی پرواہ نہیں۔

روزہ سخاوت، احسان پروری اور ہمدردی جیسی اعلیٰ صفات کو پروان چڑھانے میں نہایت مددگار ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں یہ منقول ہے کہ:

و کان ﷺ جوادا، و کان اجود مایکون فی رمضان[25]

ترجمہ: وہ یعنی رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ سخی تھے اور رمضان میں سب سے زیادہ سخی ہو جاتے تھے۔

روزہ کے مقاصد خاصہ میں سے انسانی جسم کی تندرستی اور صحت کو برقرار رکھنا بھی ہے تاکہ انسان اپنے جسم اور اپنی صحت کو زیادہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرماں برداری کے لیے کام میں لا سکے۔ روزے کی مادی حکمتوں پر غور کرنے والے اہل علم نے یہی بتایا کہ روزے میں انسانی غذا کم ہو جاتی ہے اور اس طرح انسان کے بدن میں جو فاسد مادہ جمع ہو چکا ہوتا ہے وہ کم وقت میں بہت جلد باہر نکل جاتا ہے اور یوں انسان کا جسم تندرست اور صحت مند ہو جاتا ہے۔ شریعت اسلامیہ میں موجود وہ احکام جن کا تعلق روزے، رمضان کی خاص نمازیں، صدقہ فطر وغیرہ سے ہے، چونکہ ان کا تعلق رمضان ہے اور پھر اگر انسان عام مہینوں میں ان احکام کو سیکھنے سے غافل رہا ہو تو رمضان میں روزوں کی طرف دھیان ہو جانے سے ان احکام کے سیکھنے کی بھی رغبت پیدا ہو جاتی ہے اور یوں ایک مسلمان روزوں کی برکت سے یہ بہت سارے احکام شرعیہ بھی سیکھ لیتا ہے۔

(4) مقاصدِ حج:

حج کے ساتھ وابستہ شرعی مقاصد بھی بہت زیادہ ہیں۔ حج کی فرضیت کے آغاز میں ہی یہ واضح فرمادیا گیا ہے کہ اسلامی شریعت بندوں پر بے جا سختی کا حکم نہیں دیتی۔ بلکہ آسانی چاہتی ہے۔ اسی لیے حج صرف صاحب استطاعت مسلمانوں پر فرض کیا گیا ہے تاکہ غریب و نادار اور استطاعت نہ رکھنے والوں پر اس کا بوجھ نہ پڑے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الۡبَيۡتِ مَنِ اسۡتَطَاعَ اِلَيۡهِ سَبِيۡلًا[26]

ترجمہ: اور جو بندے بیت اللہ تک پہنچنے کی استطاعت رکھتے ہوں تو ان پر اللہ تعالیٰ (کی رضا) کے لیے حج کرنا فرض ہے۔

اسی طرح حج میں ایک اس شرعی حکم کو بھی سمجھایا گیا کہ شرعی احکامات میں اگر کہیں شک ہو جائے تو احتیاط والی جانب کو لے لیا جائے اور غیر محتاط جانب کو چھوڑ دیا جائے۔ چنانچہ اگر حج کرنے والے کو طواف کے وقت بیت اللہ کے ساتھ چکروں میں شک ہو جائے کہ مثلاً تین ہوئے یا چار تو احتیاط والی جانب یہ ہے کہ کم عدد کو لے لیا جائے کیوں کہ اس میں پھر چار کا عدد بھی شامل ہو ہی جائے گا اور اگر چار کو لیا گیا تو ہو سکتا ہے کہ حقیقت میں تین ہوئے ہوں تو اس طرح ایک عدد رہ جائے گا۔ اس لیے شریعت کا حکم یہ ہے کہ کم عدد جو کہ یقینی ہے اسی کو لے لیا جائے کہ اسی میں احتیاط زیادہ ہے۔

حج کے سفر میں انسان دنیوی مشاغل سے بالکلیہ فارغ اور یکسو ہو چکا ہوتا ہے اور حج کے موقع پر دنیا بھر کے مسلمانوں اور دنیا بھر کے مختلف اہل علم سے ملاقاتوں کا موقع میسر آتا ہے جس کی بدولت انسان کے علم و عمل میں ترقی ہوتی ہے اور یوں انسان ایک سفر میں وہ فوائد حاصل کر لیتا ہے جو اپنے وطن رہتے ہوئے بسا اوقات سالوں کی محنت سے بھی بمشکل حاصل ہوتے ہیں۔

حج میں چونکہ مال خرچ کرنا لازم ہوتا ہے تو شریعت نے اسلامی اقتصادیات کا پہلا ضابطہ یہ بیان فرمادیا کہ حج جیسی عظیم عبادت کے لیے بھی مال کا حلال ہونا شرط ہے۔ اور پھر دنیا بھر کے لوگ مال خرچ کر کے حج کے لیے نکلتے ہیں تو گھر سے نکلتے وقت سے لے کر حرمین شریفین تک اور واپسی کے تمام مراحل تک نہ معلوم کتنے لوگوں کو ان کی خدمت کا موقع ملتا ہے اور یہ حاجی لوگ ان خدمت کرنے والوں کو ان کے معاوضے میں جو رقم وغیرہ دیتے ہیں یوں نہ معلوم کتنے لاکھوں لوگوں کی معاشی حالت سدھر جاتی ہے۔

حج میں ایسے احکام رکھے گئے ہیں کہ جن کے توسط سے مسلمانوں میں یکجہتی، یگانگت اور اجتماعیت کا اظہار ہو۔ اجتماعیت میں قرار تب آتا ہے جب امن ہو، ایک دوسرے کی جان ومال اور عزتیں محفوظ ہوں، لوگ ایک دوسرے کے حقوق اداء کریں اور ناراض لوگوں میں صلح کرائی جائے۔ یہ مقاصد عام دنوں میں حاصل کرنا کافی مشکل ہوتا ہے مگر جب حج کے لیے روانہ ہوں تو شریعت نے یہ حکم دیا ہے کہ لوگوں کے حقوق اداء کر کے جاؤ، جن کی باہمی ناراضیاں ہیں وہ صلح کر کے جائیں، آپس میں بغض و حسد کے جذبات دل سے نکال دیں، ایک دوسرے کو بری بات کہنے یا کوئی بھی گناہ کا کام کرنے سے اجتناب کریں ورنہ حج ضائع ہو سکتا ہے۔ الغرض اس طرح کی بہت سے تعلیمات شریعت نے حج جیسے فریضے کے ساتھ جوڑی دی ہیں کہ اگر ان کا اہتمام کیا جائے تو اُن کے ذریعے مسلمانوں کی اجتماعی حالت میں سُدھار آتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی قدر ہے:

وأَذِّن فِى ٱلنَّاسِ بِٱلۡحَجِّ يَأۡتُوكَ رِجَالًا وَعَلَىٰ كُلِّ ضَامِرٍ يَأۡتِينَ مِن كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ ليشهدوا منافع لهم[27]

ترجمہ: اور لوگوں میں حج کا اعلان کر دو کہ وہ تمہارے پاس پیدل آئیں اور دور دراز کے راستوں سے سفر کرنے والی اُن اونٹنیوں پر سوار ہو کر آئیں جو (لمبے سفر سے) دُبلی ہو گئی ہوں، تاکہ وہ اُن فوائد کو آنکھوں سے دیکھ سکیں جو اُن کے لیے رکھے گئے ہیں۔

دکتور عبدالوہاب ابو سلیمان نے اس موضوع پر ایک مستقل کتاب "المقاصد فی المناسک" کے نام سے تحریر فرمائی ہے جس میں اس موضوع پر نہایت تفصیل سے بہت ہی عمدہ اور ایمان افروز معلومات جمع کی گئی ہیں۔

حاصل بحث:

اللہ تعالیٰ نے تخلیق کائنات کا مقصد اپنی بندگی اور اطاعت و فرمانبرداری کو قرار دیا ہے۔ آج ہمارے یہاں عبادت کا حلیہ بگڑا ہوا ہے، اس کا سب سے زیادہ نمایاں مظہر یہ ہے کہ ہم نے عبادات کو صرف چند اعمال اور مراسم عبودیت کے ساتھ خاص کر لیا ہے اور یہ سمجھ لیا کہ بس ان کی ادائیگی پر عبادت منحصر ہے، بقیہ زندگی اس سے بالکل خالی ہے۔ ارکان اربعہ کو صرف ہم عبادت سمجھتے ہیں اور حقیقیت یہ ہے کہ ان ارکان اربعہ کی بجا آوری بھی اب روایات میں شامل ہے جو کہ عبادت کی روح کے قطعی منافی ہے۔ جبکہ عبادت پوری زندگی خدا کے سامنے عاجزی وانکساری سے سر بسجود ہونے کا نام ہے۔ زندگی کے ہر معاملے اور ہر گوشے کو اللہ کے حکم کا مطیع بنا دینا اور اپنی آزادی، اپنی خود مختاری، اپنی پسند اور ناپسند کو اللہ کی مرضی کے تابع بنا دینا اسی رویہ اور طرز عمل پر کاربند ہونا، زندگی کے تمام افعال واعمال میں سر تسلیم خم کرنا ہی عبادت ہے۔

حواشی وحوالہ جات

[1] القیامۃ:36

[2]راغب اصفہانی، أبوالقاسم الأصفهانی، المفردات، دارالمعرفہ، 2009ء، ص:319

[3] الموسوعۃ الفقہیہ: وزارۃ الاوقاف والشئون الاسلامیہ، الکویت، 29/256

[4] ابن تیمیہ، العبودیۃ، المطبعۃ الحسینیہ المصریۃ 1421ھ، ص:8

[5] الانعام:79

[6] الکہف:110

[7] البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، الرقم:1

[8] الکھف:8

[9] الذاریات:56

[10] النساء:28

[11]العنکبوت:45

[12] التوبۃ:103

[13]البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، الرقم:1903

[14] البقرۃ:198

[15] الحج:77

[16] المزمل:5-1

[17] المسلم، ابن حجاج القشیری، الصحیح، الرقم:2201

[18] البخاری، الجامع الصحیح ، الرقم: 198

[19]الترمذی، سنن الترمذی، ادارہ الشئون الاسلامیہ، 1999ء، 2/198

[20] التوبۃ:103

[21] ابن عاشور، محمد الطاہر، عقود التبرع فی الفقہ الاسلامی، ص487

[22] البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، الرقم:299

[23]البقرۃ:183

[24] البخاری، الجامع الصحیح، الرقم:1828

[25] البخاری، الجامع الصحیح، الرقم:1991

[26]آل عمران:98

[27] الحج:27-28